

إِنَّ الْفَضْلَ اللَّهُمَّ مِنْ شَيْءٍ عَسَى يَجْعَلَكَ بَأْسَ مَا خَوَّفَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

جادو میں تبلیغِ احمدیت (۲)

فردی اعلانات

حضرت سید موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بڑا نشانہ

تازہ نشانہ

خطبہ مجید (حضرت سید موعود کی صداقت کے نشانات اور آپ کے منکرین)

منور قیامت زلزلہ کے سلسلے میں مسلمانانِ شہر کے مطالبات

انڈین میڈیکل کونسل کا انتخاب

ناتجربہ یا اور سالٹ پائپر (فرقہ کے نو مسلمین)

خریہ

# الفضل

علامہ نبی

ایڈیٹر

The ALFAZL QADIAN.

جبریل

مفتی بین

فیہدیانہ



بیت لائبریری

قیمت لائبریری بیرون پاکستان

قیمت لائبریری اندرون پاکستان

ممبرانہ ۱۰ / ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / پنجشنبہ / مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۴ء / جلد ۲۱

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### اہل دنیا پر غارت خانوں کی وجہ

فرمایا اس بات کو کرنا اور دیکھو کہ جب سب دل حسد اور حسد و غمور کی زہری ہو جائے گی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے۔ اور جس طرح پر اسد تعلق سے ہر انسان دُزسان ہونا چاہیے۔ وہ نہیں رہتا۔ یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے بعض اوقات ہیفنہ کی زہری ہو چھلتی ہے، اور تباہ کرتی جاتی ہے۔ اس وقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں۔ جو اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں۔ ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ کہ صحت و درست رہتی۔ ماضیہ کا خوریا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح پر جب گناہ کی داغ بھیلی ہے۔ تو بعض اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور جو بچ رہتے ہیں۔ ان کی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا، سو یہی حال اب ہو رہا ہے۔ اکثر میں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں

میں مبتلا ہیں۔ اور وہ تقویٰ اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں۔ اور جو کسی طور پر دیندار کہلاتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ کتابت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اپنے خیال اور رائے سے جو جی میں آتا ہے کر گزرتے ہیں اور حقیقت اور منکر کو چھوڑ کر پست اور پٹوں کو لئے بیٹھے ہیں۔ اس حدائق نے اپنی سنت کے وفاق ایک غلاب بھیجا ہے۔ کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے۔ اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کہ زندگی قیامت کا منور ہو جاتی ہے۔ اور اب یہ وہی دن ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے نبض کیا جاتا۔ اور علی حالتیں خراب ہو چکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے۔ کہ حدائق سے بہت تباہ ہو گیا ہے۔ اور اس کا پتہ چل گیا ہے جس کو اعتدال کے میں (الحکم ۱۰۔ ماسج ۱۹۳۴ء)

سید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۰ فروری بعد دوپہر کی ڈاکری رپورٹ منظر ہے۔ کہ حضور کو کل سردرد اور زکام کی شکایت رہی۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

۱۹۔ فروری بعد نماز عشاء مسجد قصبے میں ایک ایرانی سیاح ابوالقاسم صاحب نے جو کئی ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے قادیان پہنچے۔ فارسی میں اپنے سفر کے حالات پر تقریر کی۔ اور جانشین محمد اللہ بخش صاحب ضیاء نے اس کا اردو میں مفہوم بیان کیا۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۰ فروری سے بعد نماز عصر بعد قضی میں قرآن مجید کا درس دینا شروع فرما دیا ہے

## المنیہ

سید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۰ فروری بعد دوپہر کی ڈاکری رپورٹ منظر ہے۔ کہ حضور کو کل سردرد اور زکام کی شکایت رہی۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

۱۹۔ فروری بعد نماز عشاء مسجد قصبے میں ایک ایرانی سیاح ابوالقاسم صاحب نے جو کئی ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے قادیان پہنچے۔ فارسی میں اپنے سفر کے حالات پر تقریر کی۔ اور جانشین محمد اللہ بخش صاحب ضیاء نے اس کا اردو میں مفہوم بیان کیا۔

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے ۲۰ فروری سے بعد نماز عصر بعد قضی میں قرآن مجید کا درس دینا شروع فرما دیا ہے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# الفضل

مناہت علامہ قادیان دارالامان مورخہ ۱۹۳۲ء جلد ۲۱

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیامت کی تازہ بین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

### بعض اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور مولوی ثناء اللہ صاحب  
 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ایک  
 نہایت عظیم الشان نشان یعنی ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء کے زلزلہ کے متعلق  
 مخالفین کے بعض اعتراضات کے جواب گزشتہ پرچہ میں دیئے جا چکے  
 ہیں۔ یہ غیر ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل حضرت مسیح موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا زبردست  
 واضح اور بین نشان ظاہر کرے۔ مگر سلسلہ حقد کے ناکام معاند  
 مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی کوشش  
 نہ کریں۔ خواہ وہ پردہ تاریک بوبت سے بھی کمزور کیوں نہ ہو۔ اور  
 لوگوں کو اس حقیقت ہدایت اور نور آسمانی کی طرف آنے سے روکنے  
 کے لئے جدوجہد نہ کریں۔ چنانچہ آپ بولے۔ مگر محض عادت پوری  
 کرنے کے لئے۔ اور دیرینہ جنون مخالفت سے مجبور ہو کر۔ وگرنہ آپ  
 کی تحریر ایسی پسیسی۔ ایسی غیر معقول اور اتنی لچر ہے کہ پڑھ کر حیرانی  
 ہوتی ہے کہ مولوی صاحب نے اتنے عظیم الشان نشان کو مشتتبہ  
 کرنے کے لئے کس برتنے پر قلم اٹھایا؟

### مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراف

آپ نے زلزلہ بہار سے قادیانی قلعہ گڑھے کے عنوان سے  
 ۹ فروری کے اہم حدیث میں اس ادعا کے ساتھ کہ بے انصافی ہوگی  
 اگر ہم افضل کا مضمون اپنے لفظوں میں بتائیں۔ اس لئے اسی کے الفاظ  
 سناتے ہیں۔ ہمارے مضمون میں ایک مضمون کو کاٹ چھانٹ کر اس کے  
 بعض حصے غیر مربوط طور پر درج کئے ہیں۔ یہ مضمون ہم اس نشان کی  
 وضاحت کرتے ہوئے ۲۳ جنوری کے "افضل" میں شائع کیا تھا۔  
 اور پھر لکھتے ہیں:-

"ہم کمال دیانت داری سے مانتے ہیں۔ کہ واقعی مرزا صاحب نے  
 قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی؟"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی یہ مانتے ہیں کہ  
 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قیامت خیز زلزلہ آنے  
 کی آج سے کئی سال قبل خبر دی تھی۔ اور ۱۵ جنوری کو جو زلزلہ آیا۔  
 اس کے قیامت خیز ہونے سے مولوی صاحب انکار نہیں کر سکتے۔  
 کیونکہ ہندو مسلمانوں نے یک زبان ہو کر اس زلزلہ کو قیامت کا نمونہ  
 قرار دیا۔ اور اس کے قیامت خیز ہونے کا صاف اور کھلے الفاظ  
 میں اقرار کیا ہے۔ چنانچہ "زمیندار" (۲۰ جنوری) نے صحیبات  
 بہار و بنگال میں زلزلہ کی تباہ کاریوں سے قیامت صغریٰ کا نقشہ  
 کے نہایت جلی عنوان کے ماتحت اس کی تفصیلی خبر شائع کی ہے۔ پرتاپ  
 (۲۱ جنوری) نے لکھا کہ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ وہ باوا بلند  
 کہہ رہے تھے۔ کہ قیامت کا دن آ گیا ہے؟ اخبار سیاست (۲۷ جنوری)  
 نے لکھا۔ "تمام علاقہ میں ایک قیامت برپا ہے؟"

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ ۱۵ جنوری کا زلزلہ فی الواقعہ  
 قیامت خیز زلزلہ تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ لکھنا کہ واقعی  
 مرزا صاحب نے قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی؟ ثبوت ہے  
 اس بات کا۔ کہ آپ کی دی ہوئی خبر حرف بھرت پوری ہو گئی ہے۔  
**"اہم حدیث کا اعتراف"**

غرض مولوی ثناء اللہ صاحب یہ مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واقعی قیامت خیز زلزلہ آنے کی خبر دی تھی؟  
 اور انہیں اس بات سے بھی انکار نہیں۔ کہ ۱۵ جنوری کا زلزلہ واقعی  
 قیامت خیز تھا۔ البتہ ان کا خیال ہے۔ کہ جس زمانہ میں پیشگوئی کے  
 مطابق یہ زلزلہ آنا چاہئے تھا۔ اس میں نہیں آیا۔ چنانچہ وہ اپنے خالص  
 انداز میں عہد وانی کا دعویٰ کرتے ہوئے پچیس سال پیش کر کے کہ کس  
 زمانہ میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی تھی۔ لکھتے ہیں:-

"اس سوال کا جواب دینا اہم حدیث کا کام ہے۔ جو مرزا صاحب

کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ واقف ہے۔ وہ زمانہ  
 مرزا صاحب کے الفاظ میں مشائخہ سے قبل کا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے  
 ہیں کہ "وہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا" (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ  
 پنجم ص ۹۱) بلکہ اس کا موسم اور وقت بھی بتایا ہے۔ چنانچہ آپ کے  
 الفاظ یہ ہیں۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی؟ اس سے  
 معلوم ہوتا ہے۔ کہ زلزلہ موعودہ کے وقت بہار (ماہ چیت یا مارچ) کے  
 دن ہو گئے۔ اور جیسا کہ بعض اور الہامات سے سمجھا جاتا ہے۔ غالباً  
 وہ صبح کا وقت ہو گا۔ یا اس کے قریب" ایضاً ص ۹۱۔ احمدی ممبرو!  
 اس سوال کا جواب دینا تو بہت آسان ہے۔ امیر ہے۔ تم جو اب دینے  
 میں تامل نہ کرو گے۔ وہ سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ زلزلہ بہار مرزا صاحب  
 کی زندگی میں آیا۔ یقیناً نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۸۶۸ء  
 کو فوت ہو چکے ہیں۔ جسے آج ۲۵ سال ہو گئے۔ اچھا۔ تو کیا یہ بہار  
 کے موسم میں آیا؟ ہرگز نہیں؟

### ناواقفیت یا دھوکہ دہی

گویا مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس سے تو انکار نہیں۔ کہ حضرت  
 مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قیامت خیز زلزلہ آنے کی  
 خبر دی تھی۔ اور وہ زلزلہ آج ہی آیا۔ اور اس کے متعلق جو خبر دی گئی تھی  
 وہ پوری ہو گئی۔ لیکن ان کے نزدیک اس زمانہ میں نہیں آیا جو اس  
 کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اگر مولوی صاحب کے دل میں کچھ بھی خوف  
 خدا ہوتا۔ تو وہ اتنی عظیم الشان خبر کے پورا ہونے پر اس سے انکار  
 کی بنا پر اپنے اس قیاس پر نہ رکھتے۔ جو زمانہ کی تقیین کے متعلق انہوں  
 نے کیا۔ اور عظیم و تجرید خدا کے مقابلہ میں اپنے فہم و قیاس کو ناقص  
 قرار دے کر سمجھ لیتے۔ کہ اس کے پورا ہونے کا وہی زمانہ تھا جبکہ  
 خدا تعالیٰ نے اسے پورا کیا۔ مگر وہ خوف خدا کو اپنے دل سے  
 نکال کر اپنے قیاس کو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت پر مقدم کر کے اتنے  
 بڑے نشان کے منکر ہو گئے اور ساتھ ہی یہ دعویٰ کر دیا ہے۔ کہ  
 "اہم حدیث" مرزا صاحب کی تحریرات سے اتباع مرزا کی نسبت زیادہ  
 واقف ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یا تو مولوی صاحب اس دعویٰ  
 میں دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں۔ یا پھر عمدتاً طبعی اور حق پرستی  
 جیسے فعل قبیح کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب مرزا صاحب  
 کی تحریرات سے کچھ بھی واقف ہوتے۔ تو ان کی نظر سے وہ تحریر پوشیدہ  
 نہ ہو سکتی۔ جس میں آپ نے اپنی زندگی اور موسم بہار میں زلزلہ آنے کی  
 پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر وہ سطور بھی آپ سے  
 مخفی نہ رہیں۔ جن میں آپ نے اس نمونہ قیامت زلزلہ کے  
 بعد میں رونما ہونے کی خبر دی ہے۔ پس اگر مولوی صاحب  
 نے عمدتاً اور اصل حقیقت جاننے کے باوجود حق پرستی کی ہے۔  
 اور واقعات کو غلط صورت میں پیش کر کے مخلوق خدا کو دھوکہ دینے  
 کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تو ہم اہم حدیث پیش کر کے ان کی صحافتی بیانیاتی  
 یا احمدی لٹریچر سے ناواقفیت ظاہر کرنے میں :-



# خطبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## حضرت سیدنا محمد ﷺ کی قریبی نسبت اور آپ کے منکرین

از حضرت مولانا مولوی شبر علی صاحب بی اے

فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء

کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ مگر وہ انہیں اسی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے کہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ مالا لک

### ایمان کا تقاضا

یہ تھا کہ وہ فخر کے طور پر آج انہیں غیر مذہب کے سامنے پیش کر کے کہتے کہ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے جو باتیں بیان فرمائی تھیں۔ وہ پوری ہو رہی ہیں۔ مگر چونکہ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے اس لئے انہیں پیش ہی نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض لوگ حج کے لئے جاتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی پیشگوئی

### واذا العشار عطلت

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی و لیتو کن القلا فلا یسحق علیہا کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھتے ہیں لیکن نہ رہاں اور نہ یہاں آکر یہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے انہیں سوت نظر آتی ہے۔ کیونکہ اگر ان کا اظہار کریں تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت تسلیم کرنی پڑتی ہے جس کے لئے وہ تیار نہیں۔ اب دیکھو ایک صداقت کے انکار سے ان کو کتنی صداقتوں کا انکار کرنا پڑا۔ اس شخص کے

### ایمان کا اندازہ

کر۔ جس کے سامنے قرآن کریم کے وہ معیار پیش کئے جاتے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ مگر وہ انکار کرتا ہے۔ تاکہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ماننا پڑے۔ اگر ایسے لوگ ایمان رکھتے۔ تو یہ زمانہ ان کے لئے

### عید اور خوشیوں کا زمانہ

تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہوٹ ہوا۔ اس نے کہا۔ میرا وجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

### صداقت کا ثبوت

ہے۔ جو نشان میرے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ میرے نہیں۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ میری پیشگوئیاں میری نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ اگر مسلمان کہلا نیولے عقلمند ہوتے۔ تو خوشیاں مناتے اور اچھلتے۔ اور اگرچہ یہ دن معائب اور پریشانیوں کے دن ہیں۔ لیکن اگر وہ کچھ دل سے

### اسلام سے محبت

کرنے والے ہوتے۔ تو یہ دن مشکلات کے باوجود ان کے لئے خوشیوں کے دن ہوتے۔ مگر حالت یہ ہے کہ جب کوئی نشان ظاہر ہوتا ہے۔ تو ان کے ہاں ماتم پیا ہوتا ہے۔ کہ اس سے ہی مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہوگی۔ اور اتنا نہیں سوچتے۔ کہ آپ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ پہلے نبیوں کی خبروں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ ان کے صحیفوں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ تاکہ مسیح موعود کو نہ ماننا پڑے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی

### صداقت کے معیار

قرآن کریم سے پیش کئے۔ اور آپ نے قرآن کریم سے ثابت کیا کہ جو طے مدعی کو اتنی مہلت نہیں ملا کرتی۔ اور وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس معیار کے رد سے آپ نے اپنی صداقت ثابت کی۔ جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صداقت کفار پر ثابت کی تھی۔ مگر اس کی پردانہ کی گئی۔ اور یہ خیال نہ کیا گیا۔ کہ اس معیار کے انکار سے قرآن غلط ثابت ہوگا۔ اور ان آیات کا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ انکار کر دیا کیونکہ ان کے رد سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا ماننا پڑتا تھا۔ پھر ان

### پیشگوئیوں کا انکار

کیا جو قرآن کریم میں موجود تھیں۔ بجائے اس کے کہ ان پیشگوئیوں کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتے۔ اور ان کے پورا ہونے کو اسلام اور قرآن کی صداقت کے لئے بطور ثبوت پیش کر کے کہتے۔ کہ دیکھو تیرہ سو سال پہلے جو باتیں کہی گئی تھیں۔ وہ آج کس طرح پوری ہو رہی ہیں۔ وہ ان کے منکر ہو گئے۔ کیوں اس لئے کہ وہ اگر انہیں صحیح مانیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

### صادق اور استباز

ماننا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے ان کی زبان بل جاتی ہے۔ اور وہ ان کو بیان نہیں کرتے۔ پھر اس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا،  
**صداقت کے انکار**  
کی ایک نشانی یہ ہے۔ کہ صرف ایک صداقت کے انکار پر اکتفا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے انسان کو بہت سی صداقتوں کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ اسی معیار کے مطابق اگر ہم

### غیر احمدیوں کا حال

دیکھیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنے کی وجہ سے ان کو بہت سی صداقتوں کا انکار کرنا پڑا ہے۔ اور کس طرح انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کر کے

### بے شمار صداقتوں کا انکار

کیا ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی آیات کا انکار کیا ہے۔ انہیں قرآن کریم میں بیان کردہ سچائیوں کا انکار کرنا پڑا ہے۔ اور یہ محض اس لئے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا۔ مگر وہ قرآن کریم کی پیشگوئیوں کو اور دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں کو تسلیم کریں۔ تو انہیں

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت

کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اب آپ کے انکار کا نتیجہ ہوا۔ کہ انہیں قرآن کی صداقتوں کا بھی انکار کرنا پڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تیرہ سو سال پہلے کی سچی پیشگوئیوں کا انکار کرنا پڑا۔ پھر

### انبیاء سابق

کی ان پیشگوئیوں کا انکار کرنا پڑا۔ جو انہوں نے ہزار ہا سال پہلے کی تھیں۔ اگر وہ ان کی صداقت کا اقرار کریں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی انہیں ماننا پڑتا ہے۔ پس وہ قرآن کریم

کے آثار سے دراصل وہ

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار

کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فیض ہے۔ آپ ہی کی صداقت کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے نشانات ظاہر کر رہے ہیں

### ایک تازہ نشان

آج کل ہی ظاہر ہوا ہے۔ اس وقت بارش شروع ہو گئی ہے۔ اس لئے بچے افسوس ہے۔ کہ میں اس پر زیادہ نہیں بول سکتا۔ اس نشان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

### صداقت اور عظمت

ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر اس زلزلہ کے متعلق آپ کی کوئی خاص پیشگوئی نہ بھی ہوتی۔ تو بھی اس زلزلہ کا آنا آپ کی صداقت کا ایک بین ثبوت تھا۔ کانگریس میں جب زلزلہ آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایک پیش خیمہ ہے۔ اس کے بعد اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اور مختلف ممالک میں آئیں گے۔ اور یہ پیشگوئی آپ کی زندگی میں ہی ایسی طرح پوری ہو گئی۔ کہ دنیا نے مان لیا۔ کہ روئے زمین پر

### زلزلوں کی ایک وبا

شروع ہو گئی ہے۔ اور اخباروں نے لکھا۔ کہ ہم سمجھتے تھے۔ زمین اب اس قدر بچھڑے ہو چکی ہے۔ کہ بالکل محفوظ ہے۔ کیونکہ ہزار ہا سال اس پر گزر گئے۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ نہیں۔ یہ تو بھی اس قدر غیر محفوظ ہے۔ کہ اگر رہنے کے لئے کوئی اور جگہ ہوتی۔ تو اسے چھوڑ جاتے۔ اور حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ عیسوی سن کی پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوا جس میں اس کثرت سے اور ایسے شدید زلزلے آتے ہوئے ہوں۔ جیسے کہ اس زمانہ میں آئے ہیں۔ اب ایک زلزلہ بہار میں آیا ہے جو

### قیامت کا نمونہ

ہے۔ آپ نے عام طور پر زلزلوں کی خبریں دی تھیں۔ پھر ہندوستان کو مخصوص کیا تھا۔ اور اہل ہند کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ یہ نہ سمجھو کہ ہندوستان محفوظ ہے۔ اور زلزلوں سے دوسرے ممالک میں ہی آئیں گے۔ بلکہ تم بھی فوج کا زمانہ دیکھو گے۔ اور لوط کی لہستی کا نشانہ مشاہدہ کر دو گے۔ اس سے آپ کی صداقت اور بھی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ نے ایک طرف عام طور پر زلزلوں کی خبریں دیں۔ پھر ہندوستان کو خاص کیا۔ پھر ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس زلزلہ کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں ظاہر کیں۔ جن سے آپ کی صداقت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جو زلزلہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔ وہ

### ہندوستان کے شمال مشرق

میں بیجا۔ بیلا زلزلہ ہندوستان کے شمال مغربی حصہ میں آیا تھا۔ اب شمال مشرق میں آئے گا۔ گویا آپ نے وہ جگہ بھی بتا دی۔ جہاں زلزلہ آنا تھا۔

پھر آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ وہ کوئی معمولی زلزلہ نہیں ہو گا۔ بلکہ قیامت کا نمونہ ہو گا۔ پھر ساتھ ہی دقت بتا دیا۔ جہاں آپ نے

### ”آہ نادر شاہ کہاں گیا“

کی پیشگوئی بیان فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کا ایک اہام یہ بھی ہے۔ کہ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ اور ساتھ ہی ایک شدید زلزلہ کے متعلق اہامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نادر شاہ کے متعلق اہام کو اور موسم بہار میں آنے والے شدید زلزلہ کے متعلق اہامات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اتارا۔ اور پھر ۲۸ سال کے بعد عرصہ بعد وہ اہامات اسی طرح آگے پیچھے ہو کر پورے ہوئے جس طرح آج سے ۲۸ سال قبل وہ نازل ہوئے۔ اس طرح آپ نے یہ بتا دیا تھا۔ کہ نادر شاہ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد یہ زلزلہ آئے گا۔ پھر آپ کے ایک اہام سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے

### زلزلہ کی تاریخ

بھی بتا دی ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۲ء کو آپ کا ایک اہام ہے۔ کہ

### ”ایک چونکا دینے والی خبر“

اس میں کوئی خاص خبر نہیں بتائی۔ بلکہ ۱۵ جنوری کو یہ اہام نازل کر کے یہ ظاہر کیا۔ کہ ۱۵ جنوری کو ایک چونکا دینے والا واقعہ ہو گا جس کی خبر تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔

غرض پہلے عام طور پر دنیا میں زلزلوں کی خبر دی۔ پھر

### فاصل ہندوستان میں

پھر اس کے شمال مشرقی حصہ میں زلزلہ آنے کا ذکر کیا۔ پھر یہ بتایا کہ نادر شاہ کے واقعہ کے بعد یہ زلزلہ آئے گا۔ پھر موسم بتایا۔ کہ بہار میں ہو گا۔ بہار وہ موسم ہے۔ جب کوئٹہ نہیں نکلتی ہیں۔ اور سب جانتے ہیں۔ کہ جن مقامات میں سردی کم ہوتی ہے۔ وہاں کوئٹہ نہیں جلد نکل آتی ہیں۔ جیسا کہ بہار اور بنگال ہے۔ اس طرح آپ نے موسم اور تاریخ بھی بیان کر دی۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ وہ

### زلزلہ الساعۃ

ہو گا۔ اس کے متعلق مجھے یہ کہنے کی مزدورت نہیں۔ کہ واقعی یہ زلزلہ آتا تھا۔ اخبارات کے بعض ایڈیٹروں نے کہا ہے۔ اور کوشم خود حالات کو دیکھ کر انہوں نے لکھا ہے۔ کہ ہم نے یہاں آکر جو کچھ دیکھا ہے

### شائع شدہ خبریں

اس کے مقابل میں بیچ ہیں۔ یہاں کی اصل حقیقت کوئی زبان نہیں بیان کر سکتی۔ اور کوئی قلم لکھ نہیں سکتا۔ یہ انہوں نے اس دقت کہا جب مصیبت نازل ہوئے کئی دن گزر چکے۔ وہ

### صرف آثار کو دیکھ کر

یہ کہہ رہے ہیں۔ اگر اصل نظارہ دیکھتے۔ تو معلوم کیا کہتے۔ نظارہ دیکھنے والوں کا بیان ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ زمین کو چرخی پھوٹ کر گھمایا جا رہا ہے۔ مکانات الٹ کر کہیں کے کہیں جا چکے۔

کئی مکانات کے رخ بدل گئے۔ گورنر بہار نے بیان کیا ہے۔ کہ خدا نے بہت رحم کیا۔ کہ زلزلہ دن کے وقت آیا۔ اگر رات کو آتا تو

### مرنے والوں کی تعداد

لاکھوں تک پہنچ جاتی۔ پھر مرت ہی نہیں۔ کہ

### شدید زلزلہ

آیا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اور بھی کئی طرح کے مصائب رونما ہو گئے۔ جن کا فیاضہ معلوم نہیں۔ کہ کس صورت میں کھینچا پڑے۔ مذاہن خشک ہو گئیں۔ ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ اس کے مقابلہ میں خشک زمینیں مذاہن بن گئیں۔ گورنر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ دریاؤں کے راستے بدل گئے ہیں۔ اونچی زمینیں نیچی ہو گئیں۔ اور نیچی اونچی کئی مقامات سے زمین شق ہو گئی۔ غرضیکہ یہ زلزلہ فی الواقعہ

### قیامت کا نمونہ

تھا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانات کو دیکھ کر حق سے اعراض کر رہے ہیں۔

## ریاضیات سن

(۱)

خبر تھی جس کے آنے کی وہ مرد با خدا آیا  
وہ تھا تو امتی۔ پر در لباس انبیا آیا  
کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب و ابراہیم  
کبھی وہ بانسری والا کبھی شامیہ زرا آیا

(۲)

خدا کی راہ میں دریا صفت بہتے چلے جاؤ  
ہر اک رنج و الم جو روحِ خدا سے چلے جاؤ  
کناروں تک زمیں کے گرتے نہیں تبلیغ کرنی ہے  
الیس اللہ بکاف عبدہ کہتے چلے جاؤ  
حسن رہنمائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# نمونہ قیامت زلزلہ کے بہت ناک حالات

۱۵ جنوری کے زلزلہ نے ایک وسیع علاقہ میں جبر تباہی و بربادی پیدا کی ہے۔ اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ تاہم اس بلش شدید اور فحاشی تہر کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا یہی طریق ہے۔ اس لئے مختصر بیانات کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

## آن کی آن میں کیا سے کیا ہو گیا

اخبار مدینہ ۲۸ جنوری لکھتا ہے۔

۱۵ جنوری کے ہولناک اور قیامت خیز زلزلہ سے صوبہ بہار کے شمالی حصہ میں جو تباہی آئی ہے۔ اس کا صحیح تصور قائم کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اخبارات کی تمام اطلاعات سرکاری اطلاعات کی جود تفصیلات اور اخباری ایجنسیوں کے پورے اندازے اس اہمیت اور تباہی کا کوئی ہلکا سا تخمینہ بھی نہیں پیش کر سکتے۔ جو دفعہ اور دفعہ چند منٹوں میں مونگھیر، مظفر پور، چپران، بستھی پور وغیرہ کی عمارتوں انہائے آدم اور جان و مال پر نازل ہوئی۔ کارکنان و عوام نے چند لمحات میں ایک سستی کھینٹی اور خوش و خرم سرزمین کو ماتم سوگوار اور تباہی و بربادی کے الم انگیز خطے میں تبدیل کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون

تباہی کا اندازہ لگانا بالکل ناممکن ہے۔ لیکن قیاس اور تخمینہ کہتا ہے۔ کہ سرکاری اطلاعات سے بہت زیادہ جان و مال کا نقصان ہوا جس نے زلزلے شہر کے شہر ویرانے اور کھنڈر بنا دیئے ہوں۔ اس کی تباہ کاری کے متعلق عدد و شمار سے گفتگو کرنا بالکل بے کار ہے۔ ہندوستان کے لوگ سان فرانسسکو اور ٹوکیو کی تباہی برابری کی داستانیں سن کر لرزہ بر اندام ہوا کرتے تھے لیکن اب انہیں سمندر پار کی کہانی سن کر عبرت اندوز ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کربلائے معلیٰ خود ان کے گرد پیش اور قرب و جوار میں آگئی ہے

مشرقی سین گپتا چیف آڈیٹر کو پریو سوسائٹی نے زلزلے کے اثرات کا جو بیان شائع کیا ہے۔ اس سے عبرت و بصیرت کی آنکھیں کھل سکتی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں سوئی پور جا رہا تھا۔ ابھی چار پانچ میل ہی گئے ہوں گے۔ کہ گاڑیاں ادھر ادھر ہٹنے لگیں اور مسافر اپنی نشستگا ہوں سے اچھل اچھل کر گرنے لگے۔ گاڑی رک گئی۔ اس لئے کہ پٹری خراب ہو چکی تھی۔ اور مسافر اتر گئے۔ مشر گپتا کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ کھیتوں کا پانی اور کھیر ایک ایک فٹ اونچا اٹھ اٹھ کر گر رہا تھا۔ مظفر پور واپس آنے پر مشر گپتا نے دیکھا کہ راستے اور گذر گاؤں میں سمار شدہ مکانات کے ہلنے سے پٹی چڑھی ہیں۔ ان مکلوں میں سب سے زیادہ جان و مال کی تباہی نازل ہوئی۔ جہاں مکان بہت گنجان تھے۔ گلیاں تنگ تھیں۔ اور انہدام اور بربادی نے سکنوں کو آسنا بہت بھی نہ دی۔ کہ اپنے

کھیت بالوریت سے دب گئے ہیں۔ کہیں پانی کے نیچے گلی رہے ہیں۔ کہیں اس قدر زمین چھٹی ہے۔ کہ مکان ہی زمین کے اندر فرق ہو گیا۔ ایک جگہ سینکڑوں من دہان کاٹ کر کھلیاں لگایا تھا۔ اس میں سے ایک تنکا پتہ نہیں کہاں ہے۔ موتی باری جاتے ہوئے ایک مذی راستہ میں آئی۔

اس کا پل ٹوٹ چکا تھا۔ اور مذی میں کچھ اس کے نشان دکھائی دیتے تھے۔ سامنے ایک فرلانگ پر ریل کا پل ہی جوڑ چھٹ پڑا تھا۔ وہاں بھی کشتی کے ذریعہ پار ہوئے۔ وہاں پتہ لگا۔ پل پر سے ایک گڈا جا رہا تھا۔ وہ بھی پل کے ساتھ نیچے آگرا۔ اور نہ اب گڈا۔ نہ ریل نہ آدمی کسی کا ذرا بھی نشان باقی ہے مظفر پور میں ایک طرف بازار چٹھا۔ ایک لاکا بائیسکل پر سوار جا رہا تھا۔ کہ پھٹ کر پانی نکلنے ہی وہ اس میں آکر گرا۔ کہتے ہیں بائیسکل تو نکل آیا۔ کہیں پھنسا رہ گیا۔ مگر اسی طرح دھکا کھال پاتال سا گیا۔ کون و پاتا ہے۔

مظفر پور میں اگرچہ زمین ویسے ہی چھٹی ہے۔ مگر نقصان اتنا نہیں جتنا کہ مونگھیر میں ہے۔ شاید چھٹ جانے سے دھماکہ نزدیک کچھ کم ہو جاتا ہو گا۔ یہاں ایک پرانا بازار تو بالکل مونگھیر کی طرح ہی اینٹوں اور لمبے کا ڈھیر ہوا ہوا ہے۔ مگر باقی شہر میں مکان بہت سے موجود ہیں۔ اور کاروبار بھی اب ہو رہا ہے۔ نئے بازار میں دن کو برابر کام ہوتا ہے۔ لہذا ایسا کہہ سکتے ہیں۔ کہ نصف شہر گر گیا ہو گیا۔ زمین چھٹنے کے یہاں عجیب نظارے دیکھے۔ ایک شخص کی سخی ہوئی کوٹھی جس پر ناکھوں روپیہ خرچ آیا ہو گیا۔ اس وقت عوام کے واسطے تماشا بن رہی ہے۔ کوئی فرلانگ اس سے پرے زمین کو بڑے بھاری دراڑ آئے۔ جو کہ کوٹھی کے ایک حصہ سے گذرے۔ پانی کی بڑی بھاری نہر جاری ہو گئی۔ راستہ کے سب مکان گر گئے۔ کوٹھی کا وہ حصہ گرا ہوا اور دھسا ہوا اب تک دکھائی دیتا ہے۔ باقی سب کوٹھی بھی ہل گئی ہے اور کتنی گہری وہ ہو گی۔ کوئی جان نہیں سکتا۔ اگرچہ زمین ہل گئی ہے۔ پھر بھی گہری ہے۔ اور برابر اب تک اس نہر کی گہرائی اور پاٹ موجود ہے۔ جو کہ ریت سے بھری ہوئی ہے۔ مکانوں میں کونوؤں کے پاس ڈھیر ریت کے ابھی تک پڑے ہیں۔ اور لوگ کہتے ہیں پانی کے بڑے بڑے ستون زمین سے گزروں۔ اپنے اس وقت نکل رہے تھے۔ اور بازاروں میں پانی ہی پانی ہو گیا تھا۔ ایک کنوئیں کی دیوار کو پھاڑ کر بالوریت نکلی تھی۔ اتنا بھی سہارا نہیں۔ کہ اتنے بڑے کوئیں سے ہی نکل جاتیں۔ اسی ریت میں کہیں گھونٹے بھی نکلے ہوتے ہیں نہ جانے نیچے کوئی نیا سمن رہے۔ ناک کی دنیا عجیب ہے۔ ہندوستان میں تو ایسے زلزلے کی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

سکن سے نکل کر دور جا سکیں۔ گلیوں کے دونوں جانب کے مکان گر کر زندہ انسانوں کی قبریں بن گئے تھے۔ جن دو مکلوں میں مگر گپتا پہنچے۔ وہاں ایک چار پائی پرتین تین چار چار لاشیں اوپر سے رکھی ہوئی پائی گئیں۔ اس ہولناک داستان سے بھی زیادہ لرزہ انگیز بیان سن کر کسی گھوٹ کا ہے۔ جو مجرد اور خستہ ہو کر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ہمارے مکانات مونگھیر میں بہترین قسم کے تھے۔ خوبصورت معینوٹ اور شاندار لیکن جو وقت زلزلہ آیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی خونخاک بھوت تمام سرزمین کو اپنے طاقتور ہاتھوں میں لے کر جھنجھوڑ رہا ہے۔ اور تمام مکانات اس کے دشتناک جھنگوں کیساتھ زلزلہ رہے ہیں۔ درخت کے اندر تمام قرب و جوار کھنڈر بن کر رہ گیا۔ منگھوٹ کہتی ہیں۔ کہ وہ وقت بھی کتنا حسرتناک تھا۔ جب ہم اپنے تمام عزیز سے عزیز مال مترا کو چھوڑ چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ ابھی ابھی ہمیں دنیا کی تمام نعمتیں میسر تھیں لیکن درخت کے بعد جو دیکھتے ہیں۔ تو جسم کے کپڑوں کے سوا کوئی شے ہماری نہیں تھی۔ ہر شے زمین کے اندر دفن ہو چکی تھی۔ اور ہم بے خانہ ہو کر میدان میں کھڑے تھے۔ جنوری کے ان عشرتے ہوئے جاڑوں کی رات ہم نے ایک درخت کے نیچے ٹھہرنے اور کانپتے ہوئے گزار دی۔

**پل میں ندیاں سوکھ گئیں اور جل نکل ہو گیا**  
(۲) پنڈت شاکر دت صاحب موجودہ امرت دھارا لاہور نے زلزلہ سے تباہ شدہ علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے اخبار طاپ ۱۰ فروری میں ایک مضمون شائع کرایا جس میں لکھا

”پر بھوک کی جہاں کے گیتوں میں جب گاتے تھے۔ کہ پل میں ندیاں سوکھ جاویں۔ اور پل میں جل نکل بھی ہو جائے۔ تو کچھ جراتی تو ضرور ہوتی تھی۔ کہ آخریں برستے نکل پر جل ہوتے کچھ تو دیر لگتی ہو گی۔ اب سمجھ میں آیا۔ کہ اس کے اور طریقے بھی ہیں۔ ۵ منٹ کے اندر جہر دیکھو ریت اور پانی ہی بہتا دکھائی دیتا تھا۔ مظفر پور۔ سستی پور۔ موتی باری۔ بیتا مڑھی در بھنگہ وغیرہ بڑے بڑے شہر ہیں۔ جہاں یہ اصلی مہو نچال تھا۔ اور علاقہ یہ بہت لمبا ہے گاؤں میں اگرچہ مکان چھوٹے چھوٹے ڈھلوان چھتوں والے ہونے سے بہت گرے ہیں۔ مگر جو مٹی کے تھے۔ وہ پھٹ گئے ہیں۔ کنوئیں ان کے اندر سے اچھلی ریت سے بھر گئے ہیں۔

### بھائیں بھائیں کرتا ہوا اور پرتا

”زمیندار“ ۱۳ فروری میں مولوی ظفر علی صاحب نے ایک مضمون درج کیا جس میں لکھتے ہیں۔

بہار پر زلزلہ کی وجہ سے جو تباہی آئی ہے۔ اس کی تصویر نہ قلم کھینچ سکتا ہے نہ زبان میں یہ قدرت ہے کہ اس کی شرح کا حق ادا کر سکے۔ اس جسم پر دو گئے کھڑے کر بیٹھے دانی روح کو لوزا دینے والی مصیبت کا اندازہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے موقع پر پہنچ کر گشتہ بخت بہار کی ہولناک بربادی کے منظر اپنی پھیلا ہوئی آنکھوں سے خود دیکھے ہوں۔ شہروں کے شہر جن میں کل تک ایک نظر افروز تمدن کی گھاگھی تھی۔ آج ایک بھائیں بھائیں کرتا ہوا دیرانہ ہیں۔ امراء کی دلکش اور سر بفلک عمارتیں جن کی تعمیر پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا تھا۔ گنڈروں کا ڈھیر میں۔ غریبوں کے بھونپڑے جن کے ساتھ قدرت کے بے پناہ ہاتھ نے کم از کم اس دفعہ مسادات کا برتاؤ کیا ہے ایک تو وہ خاک تر ہیں جن کے طبع میں ہزاروں انسانوں کی نشیں دبی ہوئی ہیں۔ یہاں ایسا اجڑا ہے کہ اسے پھر اپنی اصلی حالت پر آنے کے لئے برسوں بلکہ قرون کی ضرورت ہوگی۔ بشریکہ تائید ایزدی کے ساتھ وہ انسان جن پر یہ آفت نہیں آئی اپنا فرض پچائیں۔

### ۱۵ جنوری کے زلزلہ کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی

انتہا سرفراز ۱۳ فروری لکھتا ہے۔

۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء کو بہار کے بعض حصوں میں عظیم زلزلہ آیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اس زلزلے نے مکانات کو جو نقصان پہنچایا۔ چیزوں کی جو تباہی ہوئی ماسبب کی جو غارتگری ہوئی اور ان سب سے بدتر انسانی زندگی کی جو ہلاکت ہوئی اس کا بیان انسانی قلم سے ناممکن ہے۔ جتنا بھی لکھا جائے وہ ٹھوڑا ہے کہا جاتا ہے کہ قیامت کا دن وہ ہولناک روز ہوگا۔ کہ مائیں اپنے بچوں کو باپ اپنے بیٹوں کو بھائی اپنے بھائیوں کو بیویاں اپنے شوہروں کو نہیں پڑھیں گی اور ایک نفسی نفسی کا عالم ہوگا مگر اس زلزلے نے اس سماں کو آنکھوں سے دکھا دیا۔ کون عزیز کہہ رہے۔ اور کس عالم میں ہے۔ کوئی اس کو دیکھنے والا نہیں تھا۔ ۱۹۳۵ء کا زلزلہ بھی سخت تھا۔ مگر بڑے بڑے ہی کہتے ہیں۔ کہ اس زلزلے کے مقابلہ میں اس کی کوئی ہستی نہیں تھی۔ میں خود اس قول کا پوری طرح مؤید ہوں۔ اس زلزلہ سے مکالوں کو اور اسباب کو چنداں نقصان نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے تو کایا ہی پلٹ دی۔ امیر وغریب کو یکساں کر دیا۔ اگر کسی امیر کا پختہ مکان زمین درز ہو گیا تو اسی طرح ایک غریب کا کچا مکان بھی زمین سے آڑگا۔ جس طرح ایک امیر میدان میں شامیانہ میں بسر کر رہا ہے۔ اسی طرح ایک غریب بھی میدان میں کپڑا گھیر کر زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ دریلے گنگا کے شمالی اضلاع میں اس زلزلہ نے جو نقصان پہنچایا اس کی تصویر کشی

اولاً تو ناممکن ہے۔ اگر کچھ لکھا جائے تو وہ سخت سے سخت قلب کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سو بہاری کا پورا اضلاع خاص کر کے شہر موہنپوری اور کسول سے آمدورفت ناممکن ہے۔ تقریباً کل بڑی عمارتیں یا تو زمین کے برابر ہو گئی ہیں یا بے حد خستہ حال ہو گئی ہیں اور ناقابل سکونت ہو گئی ہیں۔ شہر کربلا جہاں تفریحیے دفن ہوئے ہیں۔ گرگرہ اگز کے فاصلہ پر جا پڑی ہے۔ لال محمد اور پین بالو کے مکانات کے سمت شمال سے مشرق کی طرف پھر گئے ہیں۔ بہار بینک کے ایک کٹومیں کی سطح زمین سے چھ فٹ بلند ہو گئی ہے۔ اور اسی جگہ کا ایک لوہے کا صندوق زمین کے اندر دس فٹ دھنسا گیا اور بشکل نکالاجا سکا۔ ساہو فیملی میں ایک لوہے کا صندوق ہنوز زمین کے اندر ہے۔ اور کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ بقیہ کے مناظر اس کے زیادہ سخت ہیں۔ بڑے بڑے شگاف زمین میں رونما ہو گئے۔ کھیتوں اور باغوں میں جو شگاف ہو گئے ہیں۔ وہ انسان اور حیوان دونوں کے لئے خطرناک ہیں۔ سب سے زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ دو دیہات (اکڈرمہ اور نیٹوگہ) زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے بالکل برباد ہو گئے۔ آواپور میں بھی کثیر نقصان ہوا۔ یہاں بھی دو دیہات پارہ اور کوریا زمین کے اندر سے آگ نکلنے کی وجہ سے جل کر بالکل تباہ ہو گئے۔

### زمین پھٹ گئی اور اس میں آدمی اور حیوان غرق ہو گئے

آریہ پراڈیک پر ترقی ندری سبھا لاہور کے ایک نمائندہ نے جو زلزلہ زدہ علاقہ میں گیا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائی میں لکھا ہے۔ ”موتی ہاری کے لوگوں نے بتلایا۔ کہ جب زمین پھٹی ہے۔ تو اس میں سے پہلے تو دھواں نکلا۔ جس سے بالکل اندھکار چھا گیا اس کے بعد پانی کے فوارے آدھ گھنٹہ تک چھوٹے رہے اور پھر ریت نکلنے لگی۔ پھٹی ہوئی زمین میں کتنے ہی لوگ گر گئے اور غرق ہو گئے ان کا اب نام و نشان نہیں ملتا۔ بالو پتھر پر شاد مختار کا لڑکا در اڑ میں گر گیا۔ اور اس کا پتہ نہیں لگ سکا۔ یہاں کے رئیس بابو گنیش پر شاد ساہو چھیر میں بیونسپلٹی کی نوکرانی بھونچال میں دوڑنے لگی۔ زمین پھٹی اور اس میں سما گئی۔ ایک نوجوان طالب علم لٹا پر شاد سکول سے بھاگا بھاگا آ رہا تھا۔ راستہ میں زمین پھٹی اور وہ گردن تک اس میں گر پڑا۔ بڑی شکل سے اسے نکالا جا سکا۔ اسی طرح بہت سے مسافر اور دیہاتی زمین پھٹنے سے اس میں سما گئے ہیں بہت سے سیل اور بھینسیں اور گھوڑے بھی اسی طرح زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں۔ ایک سالم میل گاڑی زمین کے شکم میں گم ہو گئی ہے۔ اور اس کا اب کچھ پتہ نہیں ملتا۔

### مہارانی سیتا کی جائے ولادت کی حالت

پنڈت دہرم دیر سکڑی آل انڈیا شردہ ہند ٹرسٹ دہلی کا ایک بیان ۱۶ فروری کے پرنٹ میں چھپا جس میں وہ لکھتے ہیں۔ شہر سیتا شرمی جو مہارانی سیتا کا جنم استھان اور کہیں منظر پو

اضلع کا سرسبز سب ڈویژن تھا۔ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ گے ہوئے اور ریت سے بھرے ہوئے مکانات ہولناک نظارہ پیش کر رہے ہیں۔ کئی مکانات ایک ایک منزل زمین میں دھنس گئے ہیں زمین میں جا بجا شگاف اور گڑھے پڑ گئے ہیں۔ زرخیز کھیت ریتی اور ناقابل کاشت زمین میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس رقبہ میں زلزلہ نے بہت زیادہ تباہی کی ہے۔ دریاؤں کی تہیں ادھی ہو گئی ہیں تمام بڑی بڑی نالیاں جن میں میونسپل کمیٹی کی نالیوں بھی شامل ہیں ریت سے بھر گئی ہیں۔ شہر کے آس پاس ابھی تک پانی جمع ہے جسے پینے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا۔ کئی دیہات بھی پانی سے گھرے ہوئے ہیں اور ان تک پہنچنا ناممکن ہو رہا ہے۔ جھکے اور گرگڑا اہٹ کی آوازیں دقتاً دقتاً آتی رہتی ہیں۔ لوگ ابھی تک سہمے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں تیسرا زبردست جھٹکا محسوس ہوا۔ جس سے بعض مکانات گر گئے۔ اور زمین میں شگاف ہو گئے۔ جن میں سے پانی نکلتا شروع ہو گیا۔ لوگ رات کو نہیں سوتے۔ بلکہ تمام رات جاگتے رہتے ہیں۔ بعض حصوں میں زمین کے شگافوں سے دھواں نکل رہا ہے۔

### قیامت کا نظارہ

۱۶ فروری کے ملاپ میں ایک آریہ سیکوک کا طویل مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔ سیتا شرمی کے آس پاس اندازاً دو ہزار مربع میل میں ریت کا ڈھیر لگ گیا ہے۔ جو پہاڑ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ یہ بالو چھارک منظر پور اور درجنگہ اضلاع تک پھیلی ہوئی ہے۔ بھو کیمپ نے حاجی پور سب ڈویژن کے دیہاتوں میں پرلے کا در شبیہ اور پختہ (قیامت کا نظارہ پیدا) کر دیا ہے۔

### زلزلہ کے متعلق گورنمنٹ بہار کا بیان

۱۶ فروری کو پٹنہ میں بہار کونسل کا اجلاس ہوا۔ اس میں بھونچال زدہ علاقوں کی صورت حال بحث کا خاص موضوع تھا۔ گورنر جوگیلری میں موجود تھا۔ آنریبل ممبر سونامان سنہا خانس منٹرنے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ صوبہ میں تباہیت زبردست تباہی ہوئی ہے۔ اتنی تباہی انسانی یادداشت کے اندر کبھی اس صوبہ میں نہیں ہوئی۔ ان کا نے ۵۰ سال کے اندر اندر اپنی محنت سے جو کچھ تیار کیا تھا۔ اور جس میں اس کی اتنی امیدیں پنہاں تھیں۔ وہ سب چکنا چور ہو گیا ہے۔ اور بہار آج تباہ دویران نظر آتا ہے۔

ماہرین جیولوجی کا بیان ہے کہ جتنا سخت یہ زلزلہ آیا ہے اور جتنا زیادہ اس سے نقصان ہوا ہے۔ اتنا بہت ہی تھوڑے بھونچالوں میں ہوا ہے۔ موتی ہاری سے لے کر مغرب میں چھپارن تک۔ مشرق میں پورینا تک تقریباً دو سو میل کا فاصلہ ہے۔ اور نیپال کی سرحد تک موٹھیر جو ۸۰ میل کا فاصلہ ہے۔ کے علاقہ میں



Digitized by Khilafat Library Rabwah

# مسلمان کشمیر کے مطالبات ریاست کے لئے

جہاں تک آئینی اصلاحات کے نفاذ کا تعلق ہے۔ مسلمان کامل ذمہ دار حکومت سے کچھ کم لینے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ مسلمان مہاراجہ بہادر کے زیر سایہ رہتے ہوئے ہر ممکن آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ نظام حکومت جمہوری طریقوں پر چلایا جانا ضروری ہے۔ اسمبلی کو بیک مفاد کے متعلق ہر بل پر بحث مباحثہ کرنے سے منظور کرنے یا منظور کر نیکنے ماسوائے مہاراجہ بہادر کے بیخ کے اجازت کے اختیار حاصل ہونے چاہئیں۔ اسمبلی میں منتخب ممبروں کی زیادہ تعداد ہونی چاہیے۔ اور انتظامیہ کونسل اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہونی چاہیے۔ اور اس کو توڑ دینے کے اسمبلی کو اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ اگر ہر بل کو ووٹ دینے کا استحقاق حاصل ہو۔ تو مسلمان مخلوط انتخاب کی حمایت کریں گے۔ اگر گورنمنٹ اس دوران میں مطالبات کو منظور کر لے۔ تو پھر مسلمان اس امر کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ ملک میں ہمیشہ امن رہے۔ اور کسی قسم کی بد امنی اور خون خرابہ ہونے نہ پائے۔ مسلمان ذمہ دار حکومت کے خواہاں ہیں۔ اور اس سے کچھ کم نہیں گے۔ تعلیمات کو تمام جائز تحفظات اور پانچ دینے کے لئے تیار ہیں۔

میسوریل میں یہ بھی درج ہے۔ کہ ماسوائے جموں و سری نگر کے شہروں کے ابھی تک باوجود گلینسی رپورٹ کی سفارشات کے مشہور رتبہ جات ریاست مثلاً بارہ مولا، اننگ سو پور، میر پور، اور اودھم پور میں میونسپل کمیٹیاں قائم نہیں کی گئیں۔ اور ان مقامات میں صفائی و صحت عامہ کے انتظامات کرنے کے لئے مقامی لوگوں کی واقفیت اور قابلیت کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ بورڈ بھی پنجاب کے مانند ریاست میں قائم کئے جائیں۔

میسوریل میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس سے قبل پرنسپل آف جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی طرف سے فریچائز کمیٹی کی سفارشات وغیرہ کے متعلق جو اصلاحات شائع کئے گئے ہیں گورنمنٹ کو ان پر بھی ہمدردانہ غور کرنا چاہیے۔ اور پندرہ دن کے اندر اپنے بارہ سے مسلمانوں کو مطلع کرنا چاہیے۔

چودھری غلام عباس صاحب نے ایک میموریل تیار کر کے جس میں مسلمانوں کے مطالبات کا ذکر ہے۔ کرنل کالون پرنسپل کے ہاں ۱۵ فروری کو پیش کیا گیا۔ میموریل میں لکھا ہے۔ کہ ریاست میں اس وقت جو بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے جائز مطالبات ابھی تک باوجود گلینسی کمیشن کی سفارشات اور مہاراجہ بہادر کی منظوری کے منظور نہیں کئے گئے اور اگر گورنمنٹ نے اب بھی مسلمانوں کے مطالبات کیساتھ سردہری کا سلوک کیا۔ تو معلوم نہیں۔ ریاست میں اس کا کیا نتیجہ نکلے۔ اس خیال سے ہی کمیٹی کا نپ اٹھتا ہے۔ لیکن اگر گورنمنٹ اب بھی فوری کارروائی کرے۔ اور مسلمانوں کو یقین دلایا جائے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کے حسب مشاغل ملک میں اصلاحات نافذ کر دینا چاہتی ہے۔ اور بے انصافیوں کا ازالہ کر دینا چاہتی ہے تو مسلم سیاسی کارکن گورنمنٹ کے ساتھ اشتراک عمل کر کے ریاست میں پر امن فضا پیدا کرنے کے لئے مستعد نظر آئیں گے۔ سب سے پہلے سال ۱۹۳۶ء میں مشراٹھ میں بیز جی نے جو ریاست کے پولیس اور سینئر منسٹروں کے ملے ملے گورنمنٹ کو برداشت کر دیا۔ کہ باشندگان ریاست کی دراصل کیا حالت ہے۔ اور وہ کس طرح سخت گیر قوانین اور ٹیکس کے بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہیں۔ چونکہ اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا ان کے پاس اور کوئی ذریعہ نہ تھا۔ انہوں نے سال ۱۹۳۶ء میں جدوجہد شروع کر دی

بالآخر سرکار ڈالنے دو کمیشنوں کے تقرر کو منظور فرمایا۔ ایک ریاست کی جملہ حکایات وغیرہ کے متعلق اور دوسرے ریاست میں آئینی اصلاحات کے بارہ میں۔ گورنمنٹ نے حکایات کے متعلق گلینسی رپورٹ کو منظور کر لیا۔ لیکن اب ایک بھاری حکایت یہ پیدا ہو گئی ہے۔ کہ کمیشن کی منظور کردہ سفارشات کو صحیح معنوں میں عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا۔

۴۴ نہ ہو سکا۔ پٹنہ۔ مونگیر بھاگلپور وغیرہ کے درمیان بھی لائن ہی طرح ٹوٹ گئی تھی۔

قریباً ۹۰۰ میل کے رقبہ میں بی۔ این ڈبلیو ریلوے کی لائن کا ایک میل بکرا بھی ایسا نہیں جس کو شدید نقصان نہ پہنچا ہو۔ آس پاس کے کنارے فائب ہو گئے۔ لائنیں اوپر کو اٹھ آئیں۔ یا بیچ میں دھس گئیں۔ اور پل تباہ ہو گئے۔

زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سب اطراف میں کئی کئی میل کا علاقہ ایسا ہے۔ جہاں جھٹکے اتنے سخت نہیں تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں مال کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ زمین میں بڑی بڑی دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ اور ان دراڑوں میں سے بڑا پانی نکل آیا ہے۔ اسی طرح کئی مقامات پر خشک زمین پر پانی کے چشمے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے اندر سے بہت بڑی مقدار میں ریت برآمد ہوئی ہے۔ اور ہزاروں مربع میل تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی ہے۔ زلزلے کے اسباب کے متعلق دو قوت سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ اس کی وجہ آتش فشاں پہاڑ نہیں ہے۔ کئی ماہرین کا بیان ہے۔ کہ اس زلزلہ کی وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ تمام ہندوستان کو شمال میں ہمالیہ کی طرف دھکا لگا ہے۔ اس دباؤ کو ثابت کرنے کے لئے کئی دلائل پیش کی گئی ہیں چند ماہرین کا بیان ہے۔ کہ سردی کی وجہ سے زمین زیادہ سکڑ گئی۔

چند ماہرین کا خیال ہے۔ کہ ہمالیہ کے دامن کی پہاڑیاں اونچی اٹھ گئی ہیں۔ لیکن دباؤ کی وجہ چاہے کچھ ہو۔ لیکن اس دباؤ کا اثر جو گذشتہ سال سے زمین پر پڑ رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ زمین کے اندر ایک زبردست فحلا کے اوپر کی چٹانیں بالآخر لیٹ گئیں۔ جس سے اس فحلا کے اوپر اور اس کے ارد گرد آنا زلزلہ آیا جب ایک دفعہ یہ چٹانیں گر گئیں۔ تو وہ دباؤ ہٹ گیا۔ سطح زمین سے بہت نیچے زمین کے اندر گڑھے پڑ گئے۔ اور پھر زمین کے ٹھیک ہونے میں چند خفیف جھٹکے محسوس ہوئے۔ لیکن اب بظاہر زمین کی سطح پھر مستحکم اور پرسکون ہو گئی ہے۔

ماہرین جیالوجی نے اس زلزلہ کے متعلق جو تفصیل حاصل کی ہیں۔ ان سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ جس جگہ زمین ٹوٹی ہے۔ وہ سیتاڑھی اور نگیر کے درمیان واقع ہے۔ اور اس قسم کی دوسری لائن درہنگ اور بھاگلپور اصلاح سے ہوتی ہوئی پوٹیا کی طرف جاتی ہے۔ ۱۹۳۳ء میں بھی اس قسم کے زلزلے کے چند ریکارڈ موجود ہیں۔ غالباً وہ زلزلہ سخت نہیں تھا۔ لیکن اگر اس زلزلہ کے اسباب کے متعلق یہ تحقیق ہو سکتی ہے۔ تو اس زلزلہ سے زمین پر دباؤ ایک سو سال تک کے لئے ڈھیلا پڑ گیا تھا اس زلزلہ سے بہار میں آنا زیادہ نقصان پہنچا۔ کہ کئی درخت مختلف حصوں کے درمیان سلسلہ آمد و رفت میں منقطع ہو گیا۔ سرکس ریلوے لائنیں اور ٹیلی گراف کے تار سب ناکارہ ہو گئے۔ پٹنہ اور شالی بہار کے درمیان ٹیلی گراف کے نامہ و پیام منظر پور کی معرفت ہی ہو سکتا تھا۔ پٹنہ اور منظر پور کے درمیان لائن ۱۶ جنوری کی صبح تک جاری نہ ہو سکی۔ منظر پور اور موتی باری کے درمیان ٹیلی گراف لائن ۱۸ جنوری کو کھلی۔ اور درہنگ کے ساتھ ۱۹ جنوری کو کھلی۔ سیتاڑھی کے ساتھ ۲۲ جنوری تک سلسلہ نامہ و پیام جاری

# انڈین میڈیکل کونسل کا انتخاب

## حکومت ہند داخلہ کی درخواست

انڈین میڈیکل کونسل کے انتخاب کے مسئلہ پر اس سے قبل میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اس مضمون کے لکھنے کے بعد میں نے آئین کی دیر تعلیمات، کنٹرول ہارپرٹمنٹ اور حکومت کے بہت سے دیگر افسروں سے تبادلہ خیالات کیا۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ایک امیدوار کو دست برداری کا جو مشورہ حکومت نے دیا۔ اس کی تہ میں کیا بات ضرور ہے۔ مقام صورت حالات کی پورے طور پر سمجھا جانا ہے۔ حکومت کی مشینری کسی امیدوار کی امداد کے لئے توجہ میں نہیں آتی۔ بلکہ یونیورسٹی کی طرف سے ایک سرکاری افسر کا انتخاب ہو جانے پر حکومت کو ریفیکر لائن ہوتی۔ کہ موجودہ انتخاب میں بھی ایک سرکاری افسر کا انتخاب عمل میں نہ آجائے۔ تاکہ اگر حکومت بھی کسی سرکاری افسر کو نامزد کرے تو آزاد پیشہ ڈاکٹروں کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس لئے حکومت نے یہی پسند کیا۔ کہ جو سرکاری افسر انتخاب کے لئے بطور امیدوار کھڑا تھا۔ اسے دست برداری کا مشورہ دیدیا۔ مجھے امید ہے کہ حکومت اپنے طریق عمل پر جو اس انتخاب کے متعلق تمام صوبہ بھر کے ڈاکٹروں کے مفاد پر اثر ڈالنے والا ہے۔ جاننا اور دیا نہ تہ ادا نہ نکلتے چینی کو لبیک کہے گی۔

### حکومت کے طرز عمل کا نتیجہ

اگرچہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے۔ نیک نیتی سے کیا ہے۔ لیکن تمام انتخاب پر اس کا بہت ہی مضر اثر پڑا ہے۔ آخری نامزدگیوں سے اچھے بہترہ پیشتر امیدواروں کے ایک خاص طبقہ میں یہ کوشش ہوتی رہی۔ کہ ایک امیدوار کے حق میں فیصلہ کر لیا جائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ابتدا تو قریباً نصف درجن امیدوار تھے۔ اور ڈاکٹر دشوانا ناتھ دایک سرکاری افسر کے میرا میر چند کے حق میں برضا و رغبت خود دست بردار ہو جانے پر پانچ امیدوار باقی رہ گئے۔ اس سے مقابلہ میں بہتر توازن پیدا ہو گیا۔ لیکن حکومت کے اشارہ سے میرا میر چند کے دست بردار ہو جانے پر تمام انتخاب میں گڑبڑ پڑ گئی۔ اور زیادہ طاقت ایک امیدوار کے حصہ میں چلی گئی ہے۔ ابتدا میں امیدواروں اور انتخاب کنندوں میں گہری دلچسپی پائی جاتی تھی لیکن حکومت کی مداخلت کے بعد تمام فضا بدل گئی ہے۔ آزاد پیشہ لوگ جن کے مفاد کے لئے حکومت نے بظاہر یہ طریق عمل

اختیار کیا ہے۔ اور ملازم طبقہ بھی بد دل ہو چکا ہے۔ اور اب اس شخص کے لئے جو واقعات کی رفتار کو دیکھتا رہا ہے۔ انتخاب کا نتیجہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس لئے فی الحال تمام الیکشن ایک ڈھنگ بن کر رہ جاتا ہے۔

### کیا حکومت حق بجانب ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت اپنے ایک ملازم کو دست برداری کا مشورہ دینے میں حق بجانب تھی؟ اس کے جواب میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ حکومت ایک سرکاری افسر کو جس طریق سے موزوں سمجھے ایسا مشورہ دینے کا حق رکھتی ہے۔ لیکن مصیبت صرف یہ ہے کہ اسے ایسے وقت میں دست برداری کے لئے کہا گیا۔ جب نامزدگیوں کی تاریخ گذر چکی تھی۔ اور آزاد پیشہ پریکٹیشنروں کی طرف سے جن کے بل بوتے پر وہ کھڑے تھے کسی دست برداری کو نامزد نہیں کیا جاسکتا۔ تاکہ خود پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے مابین طوری پر تقابلہ ہو سکتا۔

### مصیبت کا علاج

اب سوال ہے کہ اس مصیبت کا کیا علاج کیا جائے۔ کیا کسی قانونی عدالت میں انتخاب کی درخواست موجودہ الیکشن کو مسترد کر سکتی ہے تاکہ نیا انتخاب ہو سکے۔ لیکن کچھ طور پر جوابات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اصطلاحی طور پر ایک امیدوار نامزدگیوں کا اعلان ہو جانے کے بعد ایک خاص تاریخ تک متبردار ہو سکتا ہے۔ لیکن اس موجودہ حالت میں اگر امیدوار اپنی نوشی سے دست بردار ہوا ہوتا تو کوئی اعتراض نہ تھا۔ یہ فرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ میرا میر چند اپنی مرضی سے دست بردار ہوئے ہوتے تو کم از کم اپنے انتخاب کنندوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے وہ وقت پر انہیں اطلاع دیتے تاکہ ان کی جگہ کسی کو نامزد کیا جاسکتا وہ انہیں یقیناً ایسی مایوسی کی حالت میں نہ چھوڑ دیتے۔ اس لئے اب اس کا علاج گورنمنٹ آف انڈیا کے پاس ہے کہ وہ تمام الیکشن کو منسوخ کر کے نئے سرے سے اسے شروع کرے تاکہ ہر شخص مقابلہ کر سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب گورنمنٹ کے مد نظر یہی تھا کہ کوئی پرائیویٹ پریکٹیشنر منتخب ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ فی الحقیقت ایسا اختیار رکھتے تھے؟ پرائیویٹ پریکٹیشنروں کے اس وفد کے ذریعہ سے جو آئین کی دیر تعلیمات کی خدمت میں حاضر ہوا تھا یہ امر واضح کیا چکا ہے کہ آزاد پریکٹیشنروں کی تعداد تمام انتخاب کنندگان میں سے ۵ فیصدی ہے وہ اس طریق سے حکومت کی حفاظت کے محتاج ہونے کے بجائے اپنے فوائد کی خود حفاظت کر سکتے تھے۔

### نامزدگیوں کا معاملہ

انڈین میڈیکل کونسل ایکٹ اس ایکٹ سے مختلف نہیں جو صوبائی کونسل سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں آزاد پریکٹیشنروں اور ملازمت پیشہ اصحاب نے ہمیشہ باہم مقابلہ کیا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بعض اوقات آزاد پریکٹیشنر منتخب ہو گئے ہیں اور بعض دفعہ ملازمت

پیشہ اصحاب کو کامیابی حاصل ہو گئی۔ اگر کوئی عدم مساوات کی شہادت پیدا ہو جائے تو اسے نامزدگیوں کے ذریعہ رفع کر دیا جاتا ہے۔ جس کا غشاکبھی یہ نہیں ہوتا۔ کہ ایلیکٹورل رول میں کسی خاص جماعت ہی کو نامزد کیا جائے۔ ایلیکٹورل رول میں جو گروپ بنائے گئے ہیں۔ ان میں یونیورسٹی کی اور دوسری قابلیت مد نظر رکھی گئی ہیں۔ اس بنا پر اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آیا ملازمت میں ہے یا نہیں۔ میں پنجاب سیدیکل کونسل کے گذشتہ سالہ ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اس کونسل کے ممبر کے متعلق یہ ایک بے حقیقت امر ہے کہ آیا وہ منتخب ہوا تھا یا حکومت نے اسے نامزد کیا تھا۔ کونسل میں داخل ہو کر منتخب شدہ اور نامزد شدہ ممبروں کے تمام اختیارات نابرد ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ بحیثیت مجموعی اپنے وطن کی بہتری کے لئے مل جل کر کام کرتے رہے ہیں۔ اور ایکٹ کو حکومت اور اپنے پیشہ ہر دو کے لئے بہترین صورت میں استعمال کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ذاتی طور پر میرے دل میں کونسل ہولڈ۔ آئی۔ ایم۔ ایس۔ ایچکٹر جنرل سول ہسپتالات کی بہت بڑی عزت ہے۔ لیکن تمام صورت

حالات کو وسیع نظروں سے دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک انتظامی قابلیت رکھنے والے افسر کے بجائے خواہ وہ تعلیمی قابلیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو محض کسی قابلیت رکھنے والے شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھانا حکومت کے فوائد کے لئے زیادہ مناسب تھا۔ علاوہ ازیں سیدیکل کالجوں اور سکولوں کے پرنسپل ان اداروں میں کم دیش جیسے ہوتے تھے رہتے ہیں۔ اور اس لئے وہ ایک ایسی کونسل میں جو زیادہ تر ملک کی میڈیکل تعلیم کی خاطر بنائی گئی ہے تمام تعلیمی کمیوں کے بنانے کے لئے سب سے زیادہ موزونیت رکھتے ہیں سیدیکل ڈیپارٹمنٹ کے انتظامی افسر ہوتے بدلتے رہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی چار سال سے زیادہ مدت تک اپنے عہدہ پر بحال نہیں رہ سکتا بلکہ ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے ان کا تبادلہ ہو جائے یا انہیں بیک وقت ہونا پڑے ہاں ڈاکٹر جنرل آئی ایم ایس کی پوزیشن اسے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ وہ عموماً اپنے عہدہ پر متعدد سالوں تک متمکن رہتا ہے۔

### حکومت کا فرض

موجودہ حالات میں جبکہ تمام مصیبت ایکٹ کی دفعات کے اس غلط ترجمہ سے پیدا ہوئی ہے کہ حکومت کا نامزد کردہ ممبر ضرور سرکاری افسر ہونا چاہیے حکومت کو خود قدم آگے بڑھا کر اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہیے اور پریکٹیشنروں کو اس بات پر مجبور نہ کرنا چاہیے۔ کہ اس کی اپنی غلطی کی اصلاح کیلئے عدالت کا رخ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بعد بعض اور بے قابو کام بھی پیدا ہو گئے ہیں مثلاً دو ٹنگ کے کاغذات اور حکومت کے اعلان میں بعض ایک دو سر کے نہیں ملنے، بعض امیدواروں کے خلاف یہ الزام بھی کیا ہوا ہے کہ وہ حاصل کر کے لئے ایسے طریقوں کا کام نہیں لیا جو قانون مطابقت ہوں اور کہ کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے بعض ایسے لوگوں کو جس جو اہل حق نہیں اس کام میں شامل کر لیا گیا۔ لیکن یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کو بعد میں لیا جاسکتا ہے

اسی۔ ایم۔ ایس۔ ایچکٹر جنرل سول ہسپتالات کی بہت بڑی عزت ہے۔ لیکن تمام صورت حالات کو وسیع نظروں سے دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک انتظامی قابلیت رکھنے والے افسر کے بجائے خواہ وہ تعلیمی قابلیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو محض کسی قابلیت رکھنے والے شخص کو حکومت کی کرسی پر بٹھانا حکومت کے فوائد کے لئے زیادہ مناسب تھا۔ علاوہ ازیں سیدیکل کالجوں اور سکولوں کے پرنسپل ان اداروں میں کم دیش جیسے ہوتے تھے رہتے ہیں۔ اور اس لئے وہ ایک ایسی کونسل میں جو زیادہ تر ملک کی میڈیکل تعلیم کی خاطر بنائی گئی ہے تمام تعلیمی کمیوں کے بنانے کے لئے سب سے زیادہ موزونیت رکھتے ہیں سیدیکل ڈیپارٹمنٹ کے انتظامی افسر ہوتے بدلتے رہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی چار سال سے زیادہ مدت تک اپنے عہدہ پر بحال نہیں رہ سکتا بلکہ ممکن ہے کہ اس سے بھی پہلے ان کا تبادلہ ہو جائے یا انہیں بیک وقت ہونا پڑے ہاں ڈاکٹر جنرل آئی ایم ایس کی پوزیشن اسے بالکل مختلف ہے۔ کیونکہ وہ عموماً اپنے عہدہ پر متعدد سالوں تک متمکن رہتا ہے۔

اصل بات جو قابل توجہ ہے وہ حکومت کا اپنا طریق عمل ہے مجھے اس امر کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت ہند سب سے پریکٹیشنروں کی امداد کے لئے قدم آگے بڑھائے میں کوئی وقت ضائع نہ کریں گی۔ اور اس بارہ میں جلد اپنا حکم صادر کر کے



# ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

**حکومت ہند نے دہلی سے ۷ فروری کی اطلاع کے مطابق ایک اہم اعلان کیا ہے۔** جس میں سرکاری ملازمین کو ہندوستان کی سیاسی تحریک میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ سرکاری ملازمین کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے زیر پرورش اشخاص و نیز ملازمین کو بھی ایسی تحریکات میں حصہ لینے یا امداد کرنے سے روکیں۔

**ہندو یونیورسٹی بنارس کی سینٹ نے فیصلہ کیا ہے۔** کہ انٹرمیڈیٹ کے بعض مضامین میں ہندی زبان کو زوریہ تعلیم بتایا جائے۔ اور چونکہ اس کے لئے ہندی کی کتابیں میسر نہیں آسکتیں اس لئے ایک بورڈ مقرر کیا گیا ہے۔ جو ایسے لٹریچر مہیا کرے گا۔ اس انتظام کے لئے بورڈ کو شش ماہ کے ۵۰ ہزار روپیہ دیا ہے۔

**پنجاب یونیورسٹی کی سینٹ کا ایک اجلاس ۷ فروری کو منعقد ہوا۔** جس میں تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر بحث کی گئی۔ کمیٹی کی یہ سفارش کہ بی۔ اے تک کی تعلیم کے لئے پندرہ سال کا عرصہ مقرر کیا جائے۔ سینٹ نے نامنظور کر کے موجودہ حالت کو ہی برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ یونیورسٹی کے ساتھ براہ راست کوئی تعلق نہ رکھنے والے انٹرمیڈیٹ بورڈ کے قیام کی سفارش کو بھی غیر ضروری قرار دیدیا گیا۔ اردو زبان کو زوریہ تعلیم بنانے کی سفارش منظور کر لی گئی۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ سوائے انگریزی کے باقی علوم کی تعلیم دینیکو میں ہو کرے۔

**خان بہادر آغا سید مرتضیٰ صاحب انریجی مجسٹریٹ لاہور** ۷ فروری کو ایک طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

**نئی دہلی سے ۷ فروری کا ایک سرکاری اعلان منظر ہے کہ** سرطامن راجن کی جگہ مسٹر جی۔ وی بیوور آئی۔ سی۔ ایس پوسٹماٹر جنرل ممبئی کو سال کے لئے ڈائریکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار مقرر کیا گیا۔ **گانڈھی جی** کے دورہ بنگال کے سلسلہ میں حکومت کی رائے معلوم کرنے کے لئے ان کے سکریٹری نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کو ایک چٹھی لکھی تھی۔ جس میں اس ضلع میں گانڈھی جی کے دورہ کی اطلاع دی گئی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جواب میں لکھا ہے۔ کہ موجودہ حالت میں چونکہ گانڈھی جی کا اس ضلع میں دورہ کرنا مناسب نہیں۔ اس لئے انہیں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

**بلوچ کا بادشاہ ۱۸ فروری کو برسیلےز کے قریب صرف ایک نوکر کے ساتھ ایک پہاڑ پر سیر کی غرض سے پڑھ رہا تھا۔** کہ اس کا پاؤں پھلا۔ اور نیچے گر گیا۔ گرتے ہی اس کا سر پھٹ گیا۔ اور موت واقع ہوئی۔

**واٹنا سے ۸ فروری کی خبر ہے۔** کہ شوسلسٹوں کی بغاوت کی وجہ سے دو سو سرکاری سپاہی اور ۱۷۳ باغی یعنی کل ۱۹۳۰ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ آسٹریا کے جرمنی کے ساتھ مل جانے کے سوال نے انگلینڈ۔ اٹلی۔ اور فرانس کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ غالباً ان کی طرف سے ایک میمورینڈم شائع کیا جائیگا۔ جس میں وہ آسٹریا کی آزادی کی حفاظت کا اعلان کریں گے۔ **کراچی سے ۷ فروری کی خبر ہے۔** کہ ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ایک بستی میں آگ لگ گئی۔ جس سے تھوڑی دیر میں بل کر لاکھ ہو گئیں۔ اور سینکڑوں غریب خاندان برباد ہو گئے۔

**رہنک ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں فہیم پور میں ایک مکان کے اندر ۵ بجے شام آگ لگ گئی۔** جس سے سات مکان جل گئے۔ تین بیٹیس دو گا میں تین بیل اور ایک گھوڑی جل کر مر گئی۔ اور بھی کئی مویشی جل گئے۔

**فیروز پور تھیل کے اندر بلدیوڈا کوئی پھانسی کی کوٹھڑی سے جو پانچ کارآمد بم برآمد ہوئے تھے۔** اس کے سلسلہ میں ایک داروڑ اور ایک ججدار گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بم بنانے کا مصالہ باہر سے لایا گیا۔ اور بم جلنے کے اندر تیار کئے گئے۔

**درہنہ کے ۷ فروری کو بڑی سخت زلزلہ ہوا۔** جس کے بعد زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ جس کے بعد زلزلے کی بارش ہوئی۔ ہندو سیمادار بھنگلہ کے پبلٹی آفسر کا ایک اعلان منظر ہے کہ زلزلہ کو فر دگر کے لئے گیارہ پنڈت دہاں ایک بڑا بھیکہ کر رہے ہیں۔ جو تین دن جاری رہے گا۔ لوگوں کو شراب کے علاوہ گوشت کا استعمال بھی ترک کر دینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

**لاہور کے گوجاٹیوں کو ۲۴ فروری ۱۹۲۰ء** شام میں تارڑ ہال میں ڈگریاں عطا کی جائیں گی۔

**جول سے ۷ فروری کی خبر ہے۔** کہ سرکاری حلقوں میں یہ خبر گرم ہے۔ کہ مسلمانوں نے حکومت کے سامنے جو مطالبات پیش کئے ہیں۔ حکومت نے انہیں نامنظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور جب تک حکومت ہر قسم کی شورش کو بند کر کے آئندہ ایسی تحریکات سے بچتا رہنے کا وعدہ نہ کریں گے۔ حکومت ان کی کسی درخواست پر غور نہیں کرے گی۔

**مقدمہ سازش اگرہ کا فیصلہ ۱۹ فروری کو سنایا گیا۔** عدالت نے تمام ملزمان کو مجرم قرار دیتے ہوئے دو کو پھانسی۔ دو کو دس دس سال قید اور دو کو سات سات سال قید با مشقت کی سزا دی۔ تمام ملزم غیر مسلم ہیں۔

**بنگال کونسل میں ۱۹ فروری کو ہوم ممبر نے ڈاکوں اور آتشیں اسلحہ کے استعمال کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔** کہ لاکھ تالیف میں علی الترتیب ۲۲۶۱ - ۱۸۵۵ - اور ۱۶۱۲ ڈاکوں کے پڑے

اسی طرح ان تینوں سالوں میں ۱۳۰ - ۱۵۲ اور ۱۰۱ آتشیں اسلحہ استعمال کئے گئے۔

**تاجدار افغانستان کے متعلق پشاور کی ایک غیر معدتہ اطلاع منظر ہے۔** کہ وہ بغرض علاج پیرس تشریف لے جانے والے ہیں۔ ان کی والدہ بھی ہمراہ ہوں گی۔

**کمری نگر سے ۱۹ فروری کی اطلاع ہے۔** کہ مسٹر فلام نبی گلکار کو جو کشمیر مسلم کانفرنس کے نہایت مستعد اور سرگرم رکن ہیں۔ اور آٹھ سال سے تحریک کشمیر میں حصہ لے رہے ہیں۔ حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔

**مسٹر ہرج ساجی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کے مقدمہ قتل میں جس میں سات قیدیوں کو سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔** ان کی طرف سے ۱۹ فروری کو علیحدہ علیحدہ ہائی کورٹ کلکتہ میں اپیل دائر کیا گیا۔ درخواستوں میں علاوہ دیگر امور کے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گواہ سلطان نے جو اقرار کیا ہے۔ وہ ہم امور کے متعلق آزادانہ شہادت سے ثابت نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں کوئی ایسی قانونی شہادت پیش نہیں کی گئی۔ جس سے سزا فائدہ کنندگان کا سازش سے تعلق ثابت ہوتا ہو۔

**پنجاب سول سروس کے امتحان مقابلہ کے مضامین کے متعلق بعض معتبر ادارہ ہمدرد حلقوں کی طرف سے مطالبہ ہوا تھا** کہ ان میں اضافہ کیا جائے۔ لاہور سے ۱۹ فروری کی اطلاع کے مطابق حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہو گیا ہے کہ پولیٹیکل سائنس کو اٹھارہواں اختیاری مضمن تصور کیا جائے۔

**گانڈھی جی کے متعلق کلکتہ سے ۱۹ فروری کی اطلاع ہے کہ** وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدناپور کے امتناعی احکام کے باوجود میدناپور کے علاقہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا۔ تو وہ گرفتار کر لئے جائیں گے۔

**پنڈت جواہر لال کوئل پور سنٹرل جیل میں رکھا گیا ہے۔** وہیں آپ دو سال کی سزائے قید کاٹیں گے۔

**وائسرائے کی رہائش گاہ کلکتہ کا نام پہلے میو میڈیٹر تھا۔** مگر اب اس کا نام بدل کر وائسرائے ہو کر دیا گیا ہے۔

**سرحدی کونسل میں پیش کرنے کے لئے مسٹر عبد القیوم خان** آٹ ہزار ہتھیار کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں سفارش کی گئی ہے کہ کاشتکاروں کو مصائب سے نجات دلانے کے لئے سال رواں کے لگان میں پچاس فی صدی تخفیف کر دی جائے۔

**مسٹر این سی کیلکر نے ایک مضمون شائع کرتے ہوئے اس** امر پر زور دیا ہے۔ کہ کانگریسیوں کو چاہیے کہ وہ کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں پر قبضہ کر لیں۔ اور ہر صوبہ میں ان کانگریسیوں کی انجمنیں

جو ہندوستان کے تمام صوبوں میں ہیں۔